ISSN 2277 - 7539 (Print)
Impact Factor - 5.631 (SJIF)

مولانا ابوالکلام آزاد۔ایک جامع صفات شخصیت

ڈاکٹر آفاق انجم شیخ

کسی فرد کے اعلیٰ اوصاف محض اس کی ذہانت یا علمیت سے نمایاں نہیں ہوتے، بلکہ اس فرد کے کردار میں موجود تمام ہی احسن پہلو اس کی شخصیت کے ارتقاء میں کارفرما ہوتے ہیں، اور یہی امتیازی صفات اسے دنیا میں عظمت و فضیلت عطا کرتی ہے۔اس عالم فانی میں ایسے افراد کی تعداد ہمیشہ کم ہی رہی ہے جن کی سیرت و شخصیت اور خدمات دوسروں کے لیے بصیرت افروز رہی ہو۔تاریخ اپنے دامن میں ایسی شخصیات کو بڑے سلیقے سے محفوظ رکھتی ہے جو کئی علمی، ادبی شعبوں اور فنی دائروں میں مساوی طور پر دسترس رکھتے ہیں۔ان ہی نادر و نایاب شخصیات میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کا شمار ہوتا ہے، جن کی شخصیت نے بیک وقت کئی شعبوں میں اپنی گراں قدر خدمات کی بدولت نا قابل فراموش دائمی نقوش قائم کیے ہیں۔مولانا آزاد ان نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک ہیں جو تاریخ کے صفحات پر آج بھی اپنے بے مثال کارناموں کی بدولت ضیاء بار ہیں۔جس کی تجلی کی شعاعوں میں آج بھی گم گشتہ مسافروں کے لیے نشان منزل آشکار و نمایاں ہے۔جس کی تحریریں آب حیات اور جس کی تقریریں الفاظ و معانی کے یاقوت و مرجان سے آراستہ ہوا کرتی تھیں۔خاک وطن آج بھی جس کی قربانیوں کی خوشبو سے معطر ہے۔مولانا آزاد ایک جامع صفات شخصیت تھے۔وہ بیک وقت ایک بلند پایہ انشاپرداز، جادو بیان خطیب، صف اول کے سیاسی، رہنما، ایک عمدہ مفسر، جید عالم دین، جرات مند مجاہد آزادی اور ایک بے باک صحافی تھے۔میدان سیاست میں ابوالکلام آزاد جہاں ایک سچے محب وطن اور ایک قدآور سیاسی رہنما کے طور پر انگریز حکومت سے نبرد آزما نظر آتے ہیں، تو شعبہ صحافت میں اپنے اخبارات 'الہلال' اور 'البلاغ' کے ذریعے قوم میں بیداری لانے والی احتجاجی صحافت کے علمبردار کے طور پر اپنا سکہ جماتے دکھائی دیتے ہیں۔جب آپ تصنیف و تالیف کے میدان میں بطورِ مفسر قرآن قدم رکھتے ہیں تو آپ کی محنت شاقہ سے عالمِ وجود میں آنے والی تفسیر ترجمانُ القرآن ایک منفرد پہچان کے ساتھ قبولیت کا درجہ پاتی ہے۔مولانا کا بیان ہے کہ قرآن مجید نے خدا کی صفات کا جو تصور قائم کیا ہے سورہ فاتحہ سب سے پہلی رونمائی ہے۔اس مرقع میں ہم وہ شبیہہ دیکھ سکتے ہیں جو قرآن نے نوع انسانی کے سامنے پیش کی ہے۔ مولانا کے نزدیک خدا کا تصور ہمیشہ انسان کی روحانی و اخلاقی زندگی کا محور رہا ہے۔مولانا آزاد نے ترجمانُ القرآن کی تفسیر سورہ فاتحہ میں اس میں بیان کردہ خدائے تعالیٰ کی ان تینوں صفات ربوبیت، رحمت اور عدالت کی موثر اور دلکش تشریح کی ہے۔مولانا سلیمان ندوی ابوالکلام کے مولانا ابوالکلام ہونے کا سبب یوں بیان کرتے ہیں۔۔۔

1 9 میں ابوالکلام مولانا شبلی نعمانی سے بمبئی میں ملے، اور یہ ملاقات ایسی تاریخی ثابت ہوئی کہ ابوالکلام کو مولانا ابوالکلام بنا دیا۔مولانا شبلی مرحوم اُن کو اپنے ساتھ ندوہ لائے اور ایک زمانہ تک ان کو اپنے پاس ندوہ میں رکھا۔وہ اُن کی خلوت و جلوت کی علمی صحبتوں

ISSN 2277 - 7539 (Print)
Impact Factor - 5.631 (SJIF)

میں شریک رہتے اور اپنی مستقل فطری صلاحیتوں کی بدولت ہر روز آگے بڑھتے جاتے تھے۔"

مولانا ابوالکلام آزاد کا خیال تھا کہ ہندوؤں کے لیے ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کرنا داخلِ حب الوطنی ہے، لیکن مسلمانوں کے لیے یہ ایک فرضِ دینی اور داخلِ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اللہ نے ان کو اپنی راہ میں ایک مجاہد بنایا اور جہاد کے معنی میں ہر وہ کوشش داخل ہے جو حق وصداقت اور انسانی بندو استبداد کو توڑنے کے لئے کی جائے۔

عام طور پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ جو لوگ شعبہ ہائے سیاست یا صحافت میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں وہ جمالیاتی اندازِ فکر قبول نہیں کر پاتے اور شعروادب کی دنیا سے اپنا دامن بچاتے رہتے ہیں، لیکن یہ مفروضہ بھی مولانا آزاد کی انفرادی شخصیت کے مقابل دم توڑتا دکھائی دیتا ہے۔ ان کی نظم ونثر اردو ادب کا عظیم سرمایہ تصور کیا جاتا ہے۔ جب وہ بطور انشا پرداز اپنے قلم کو صفحۂ قرطاس پر حرکت دیتے ہیں تو ایسے ایسے شہ پارے عالمِ وجود میں آتے ہیں جن کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ جب آزاد اپنی حریت پسندانہ طبیعت کے برعکس شعروسخن کو اپنے محسوسات کے اظہار کا وسیلہ بناتے ہیں تو اربابِ شعروسخن یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ آزاد کا شعری سرمایہ جہاں علم وحکمت کے بیش بہا موتیوں سے مزین ہے وہیں نازک خیالی اور رنگِ تغزل سے آراستہ بھی نظر آتا ہے۔ ابوالکلام آزاد کی شاعری کا مطالعہ کرنے پر قاری حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاتا ہے، کیوں کہ ایک ایسا شعلہ بیاں مقرر جس کا زورِ خطابت اچھے اچھوں کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لے، جس کی صحافتی تحریریں انگریزی حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادے لیکن جب وہ غزل کی زلف گرہ گیر کو درست کرتا ہے تو میر و غالب اور حسرت وولی کا تغزل بھی اسے دادوتحسین دیئے بغیر نہیں رہتا شمارہ 'مخزن' میں شائع شدہ آزاد کی غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کیوں اسیرِ گیسوئے خم دار قاتل ہو گیا
ہائے کیا بیٹھے بٹھائے تجھ کو اے دل ہو گیا

کوئی نالاں کوئی گریاں کوئی بسمل ہو گیا
اُس کے اٹھتے ہی دگرگوں رنگِ محفل ہو گیا

یہ بھی قیدی ہو گیا آخر کمندِ زلف کا
لے اسیروں میں ترے آزاد شامل ہو گیا

زلف وگیسو کے ساتھ زمانہ کے پیچ وخم اور وقت کی ستم ظریفی بھی آزاد کی شاعری کا موضوع رہے ہیں۔ اُن کی شاعری میں حکمران طاقتوں کے ظلم استبداد اور اپنوں کی بے وفائی کی داستانِ الم بھی نظر آتی ہے۔ حکمرانوں کی چیرہ

ISSN 2277 - 7539 (Print)
Impact Factor - 5.631 (SJIF)

دستیوں کے طفیل پابندِ سلاسل زندگی کا کرب بھی ان کی شاعری میں رقصاں نظر آتا ہے۔ زندگی کی ان کلفتوں کے سبب ان کے ذہن وفکر پر چھائی گرد وغبار اور بے کیفی کا نظارہ جابجا ان کے اشعار میں دکھائی دیتا ہے۔ ابوالکلام آزاد کی دستیاب پہلی مطبوعہ غزل جو محض چار اشعار پر مشتمل ہے کے اشعار سے آزاد کی ذہنی کیفیات اور فکری وارفتگی کا عکس صاف جھلکتا ہے۔

نشتر بہ دل ہے آہ کسی سخت جان کی
نکلی صدا تو فصد کھلے گی زبان کی

گنبد ہے گردبار تو ہے شامیانہ گرد
شرمندہ میری قبر نہیں سائبان کی

ہوں نرم دل کہ دوست کی مانند رو دیا
دشمن نے بھی جو اپنی مصیبت بیان کی

آزاد بے خودی کے نشیب و فراز دیکھ
پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

شاعری کے سلسلہ میں ابوالکلام آزاد کا رویہ یہ رہا ہے کہ آپ جمالیاتی دبستانِ شعر سے قریب نظر آتے ہیں۔ آپ شاعری اور موسیقی کو ایک ہی حقیقت کے دو مختلف پہلو قرار دیتے ہیں۔ غبار خاطر میں لکھتے ہیں۔۔۔

''موسیقی اور شاعری ایک ہی حقیقت کے دو مختلف جلوے ہیں اور ٹھیک ایک ہی طریقہ پر ظہور پذیر ہوتے ہیں، یہ وہی معانی ہیں جو موسیقی کی زبان میں ابھرنے لگتے ہیں۔ اگر یہ شعر کا جامہ پہن لیتے تو کبھی حافظ کا ترانہ ہوتا، کبھی خیام کا زمزمہ، کبھی شیلے کی ماتم سرائیاں، کبھی ورڈس ورتھ کی حقائق سرائیاں۔''

ابوالکلام آزاد نے جس زمانہ میں اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا وہ بڑا ہی کشمکش سے پُر دور تھا۔ ایک طرف سیاسی نظریات کی باڑھ آئی ہوئی تھی تو دوسری طرف مذہبی نظریات بھی انحطاط کا شکار تھے۔ اس سیاسی افراتفری کا براہ راست اثر اس دور کے ادب پر بھی بڑی شدت سے پڑا۔ اُس زمانہ میں سیاسی اور ادبی طور پر سرسید احمد خان ایک فعال اور قابلِ ذکر شخصیت تھی، انھی کے نظریات واقدامات سے علی گڑھ تحریک کی اصطلاح رواج پائی۔ ابوالکلام آزاد بھی اس اثر انگیزی سے کہاں محفوظ رہنے والے تھے۔ پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی اپنے ایک مضمون میں بڑی بے باکی سے اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ آزاد کی ذہنی تربیت میں کہیں نہ کہیں علی گڑھ تحریک کے جراثیم اثر انداز تھے۔ وہ لکھتے ہیں۔۔۔

''لسان الصدق' کے مقاصد کی تفصیل وتشریح کے مطالعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا آزاد نے اوائل عمر اور علمی زندگی کے آغاز ہی میں پختہ علمی ادبی اور لسانی شعور حاصل کرلیا تھا۔ اُس وقت مولانا کی عمر صرف پندرہ برس کی تھی۔''

مولانا آزاد کی مصروف ترین سیاسی زندگی نے انہیں اتنی فرصت ہی نہیں دی کہ وہ اپنے اندر موجود ایک صاحب طرز انشاپرداز کو تصنیف وتالیف کے شعبہ میں مکمل طور پر اپنے جوہرِ علمی دکھانے کا موقع دے سکے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اُن کا علمی سرمایہ آئندہ نسلوں کے لیے کسی بیش قیمت خزانہ سے کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ مولانا آزاد نے بشمول 'نیرنگِ عالم'، 'المصباح'، 'لسان الصدق'، 'الہلال'، 'البلاغ' کے کل چودہ اخبارات رسائل وجرائد کی ادارت کی اور اپنی محنت شاقہ سے ان کی شہرت ومقبولیت کو بامِ عروج تک پہنچایا۔ 'الہلال' اردو صحافت میں کئی اعتبار سے ایک عہد آفریں اور میعاری جریدہ تھا۔ پنڈت جواہرلال نہرو 'الہلال' کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔۔۔ ''مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے ہفتہ وار 'الہلال' میں مسلمانوں کو ایک نئی زبان میں مخاطب کیا۔ یہ ایک ایسا اندازِ تخاطب تھا جس سے ہندوستان کے مسلمان آشنا نہ تھے۔ وہ علی گڑھ کی قیادت کے محتاط لہجے سے واقف تھے۔ محسن الملک، نذیر احمد، اور حالی کے انداز بیان کے علاوہ ہوا کا کوئی زیادہ گرم جھونکا اُن تک پہنچا ہی نہ تھا۔ 'الہلال' مسلمانوں کے کسی مکتبِ خیال سے متفق نہ تھا۔ وہ ایک نئی دنیا اپنی قوم اور اپنے ہم وطنوں کو دے رہا تھا۔'' رانچی کی جیل میں مولانا آزاد تقریباً تین سال تک نظر بند رہے۔ اس نظر بندی کے زمانے میں اپنی خودنوشت سوانح 'تذکرہ' تحریر فرمائی۔ یہ تصنیف زبان وبیان کی شیرینی اور فصاحت وبلاغت کی خوشبو سے قاری کے ذہن کو معطر کرتی ہے۔ مولانا آزاد نے اپنی معرکۃ الآراء سیاسی خودنوشت 'انڈیا ونس فریڈم' اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے مرتب کی جو مولانا کی وفات کے بعد اُن کی وصیت کے مطابق چند مخفی صفحات کے اضافہ کے ساتھ منظرِ عام پر آئی۔ قلعہ احمد نگر کی اسیری کے زمانہ میں مولانا آزاد نے اپنی نادر ونایاب تصنیف 'غبارِ خاطر' لکھی۔ یہ ایک ادبی شاہکار ہے، ایک بہترین علمی کارنامہ جو انتہائی دلکش ادبی پیرائے میں پیش کیا گیا ہے، خشک مکتوبات نہیں ہیں بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا یہ مکتوب الیہ کے ساتھ بالمشافہ گفتگو ہے۔ 'غبارِ خاطر' پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے عبدالمغنی لکھتے ہیں۔۔۔

''تاریخ کے عظیم ترین دانشوروں نے جو چند اہم ترین انشائیے لکھے ہیں، ان میں مولانا آزاد کا یہ مجموعۂ مکاتیب بھی ہے جس کے صفحات قیمتی معلومات، لطیف احساسات اور بصیرت افروز خیالات سے بھرے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑھ کر مولانا آزاد کا وہ نہایت نفیس اسلوبِ بیان ہے جو اُن کی ہمہ گیر شخصیت کا اشاریہ ہونے کے ساتھ ساتھ اُردو کی بہترین نثر کا آئینہ ہے۔'' مولانا آزاد کی ہندوستان گیر مقبولیت اور شہرت کا ایک دوسرا سبب اُن کی بے پناہ قوت گویائی اور سحرِ خطابت تھا، جس کے مظاہرے خلافت، انجمن حمایت الاسلام، جمعیت علماء، کانگریس، جمعیت اہلِ حدیث کے اجلاس اور علامہ رشید مصری کی ترجمانی کے موقع پر بار بار ہوئے اور جس کے تعلق سے مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اپنے ذاتی مشاہدے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ ''ہندوستان کے باہر شاید دنیا کے کسی ملک نے ایسے آتش نوا، ایسے شعلہ بیان اور

ISSN 2277 - 7539 (Print)
Impact Factor - 5.631 (SJIF)

ایسے طوفان خیز مقرر پیدا کیے ہوں جو مولانا آزاد کی ہم سری کا دعوی کر سکیں۔"

رشید احمد صدیقی مولانا ابوالکلام آزاد کی جامع صفات شخصیت کے اعتراف میں یوں رطب اللسان ہیں۔۔۔

"مولانا آزاد کی تحریر صحافتی نہیں تصنیفی ہوتی تھی۔ نظر حکیمانہ، انداز خطیبانہ اور آہنگ ملہمانہ۔ اُن کی تحریروں تقریروں نیز اُن کے سراپا کا جب بھی خیال آتا ہے تو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے ازمنہ قدیم میں یونان کے کئی رزمیہ نگار مصروف کار ہوں۔ اپنے زمانے اور اپنے دیار میں مولانا یونانی دیوتاؤں سے کم نہ تھے۔" اس میں دو رائے نہیں کہ مولانا ابوالکلام آزاد کی ادبی خدمات اُن کے سیاسی عزائم اور تحریکی سرگرمیوں میں کچھ حد تک دب سی گئی ہیں، لیکن اُن کی شخصیت میں موجود ایک خوش فکر شاعر، ایک کہنہ مشق انشا پرداز اور ایک قد آور ادیب کو جس نے اُسلوب بیان اور طرزِ نگارش کو حسن و دلربائی بخشی تاریخ اردو ادب کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ بلاشبہ تحریر و انشا میں وہ اپنے اُسلوب کے موجد بھی تھے اور خاتم بھی۔

حوالہ جات:

۱) مضامین الندوہ لکھنو (بحوالہ۔ 'ندوہ اور مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی') سید سلیمان ندوی۔ صفحہ 61

غبارِ خاطر: مولانا ابوالکلام آزاد

۲) اُردو نثر کی تاریخ میں مولانا ابوالکلام آزاد کا عہد (مضمون): پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی

۳) اُردو کی ترقی میں مولانا آزاد کا حصہ: ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں پوری۔ صفحہ 60

۴) ڈسکوری آف انڈیا (بحوالہ۔ 'ابوالکلام آزاد۔ احوال و آثار'): مسعود الحسن عثمانی۔ صفحہ 90

Dr. Afaque Anjum
Head Dept. of Urdu, JDMVPS Arts,
Commerce & Science College, Jalgaon (MS)

ڈاکٹر آفاق انجم شیخ
صدر شعبہ اُردو، JDMVPS آرٹس، کامرس اینڈ
سائنس کالج، جلگاؤں (مہاراشٹرا)